OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
Jan-June-2023
Vol: 4, *Issue:* 1
Email: journalrushd@gmail.com
OJS: https://rushdjournal.com/index

Dr. Yasir Farooq[1]

Muhammad Farooq Iqbal[2]

Muhammad Tahir [3]

غریب ونادر الفاظ و تعبیراتِ تعدیل: جمع و تحلیل

Strange and Rare Words and Expressions of T'adīl: Collection and Analysis

Abstract

Some of the narrators have special terms and special words that describe the validity and strength of the narrations and there are some others that are not well-known and rare. In the knowledge of cross-examination and excavation ('Ilm al-Jarḥ wal-T'adīl), narrations should never be validated or modified by merely classifying the words or their apparent meanings, rather it is necessary that the scholars who have used these words and expressions should understand the context of their speech. The

1 Lecturer, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.

2 Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.

3 Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.

term or interpretation that is common in the Imam's cross-examination should be researched. Therefore, in this paper, an attempt is made to explain the applications of these words and expressions which are rarely used or have been mentioned by a particular narrator in the narrator's cross-examination or modification. The first of them is about those imams whose confirmation and modification have used more than one word and expression. The last one is about the term or word used for a particular Imam.

Keyword: Narrators, Hadith, Strange and Rare Words, Expressions of Modification, cross-examination.

تعارف موضوع:

حدیث اور اس کے متعلقات کے حوالے سے، علماء امت نے جو احتیاط اور شدتِ صیانت کا مظاہرہ کیا ہے وہ صرف اس امت کا طرہ امتیاز ہے۔ انھوں نے اس میں جس قدر توجہ برتی اور اخبار وروایات کی تفتیش اور اسناد میں خوب غور وخوض کرنے کے جو اصول وضوابط مقرر کیے وہ دراصل اس امت کا ہی خاصہ ہیں۔ ڈاکٹر اسپرنگر کے مطابق اس امت کی نظیر ملنا محال ہے کہ جس نے کم وبیش پانچ لاکھ رواۃ حدیث کے تراجم کو محفوظ کر دیا ہے۔[1] اس ضمن میں محدثین نے رجال کے تراجم مرتب کیے، ان کے طبقات بنائے اور ان کی صحت وضعف کے اقوال جمع کیے۔ اس دوران محدثین نے جن الفاظ کا استعمال کیا وہ بہت حد تک معروف اور عام فہم ہیں۔ تاہم کچھ محدثین کی خاص اصطلاحات اور خاص الفاظ ہیں جن سے رواتِ حدیث کی صحت وضعف بیان کرتے ہیں اور کچھ دیگر ایسے ہیں جو غیر معروف اور غریب ونادر الاستعمال الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا ان الفاظ کا معنٰی ومفہوم اور اطلاق

---

1 ابن حجر العسقلاني، أبو الفضل أحمد بن علي، الإصابة في تمييز الصحابة (بيروت: دار الكتب العلمية، 1415 ھ)، 1: 42

Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Abū al-Faḍl Aḥmad ibn ʿAlī, al-Iṣābah fī Tamyīz alṣaḥābah, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, Bayrūt, 1415 H : Vol 1, p 42

سمجھے بناروات کی توثیق یا تجریح کرنا کسی طور درست رویہ نہیں۔ اس لیے اس مقالہ میں ان الفاظ اور تعبیرات کے اطلاقات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جو بہت کم استعمال ہوتے ہیں یا کسی خاص محدث نے ان کو راوی کی جرح یا تعدیل میں ذکر کیا ہے۔ یہ الفاظ غیر منظّم اور غیر محدود تھے۔ علم الجرح والتعدیل کی تدوین کے بعد جب یہ علم منضبط ہوا تو ان الفاظ کی تعبیرات و اطلاقات میں علماء کے مابین اختلاف بھی رہا اور ان الفاظ کے محامل واطلاقات میں خفاء بدستور موجود رہا ہے۔ اس لیے جب تلک ان کے معنٰی و مفہوم کی وضاحت نہ ہوگی خطا کا امکان باقی رہے گا۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ ایک ہی لفظ یا تعبیر جو کہ متعدد علماء کے ہاں کئی اعتبارات، معانی یا اطلاقات کا حامل ہے اس میں حقیقی معنٰی کا تعین کیا جائے یا پھر ان معانی میں قدرِ مشترک قائم کی جائے۔ مثال کے طور پر "ليس بشيئ" سے اکثر نقاد علماء وہ راوی مراد لیتے ہیں جو درجہ اعتبار سے ساقط ہو کر متروک ہو جائے اور اس کی روایات کا بالکل ہی اعتبار نہ کیا جائے، البتہ جب اس کا تتبع کیا گیا تو ابن القطان نے یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ایک اور معنٰی "قليل الرواية" بھی نقل کیا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے ذکر کیا ہے۔[1]

اسی طرح کبار علماء مثلاً امام عراقی جو کہ اپنے فن میں یکتا و بے مثال رہے ہیں ان پر بھی بعض الفاظ و تعبیرات مشکل ہو گئیں۔ مثلاً امام ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ کے قول "هو على يدي عدل" کو انھوں نے الفاظِ توثیق میں شمار کر لیا حالانکہ یہ تعبیر جرح کے لیے استعمال ہوتی ہے، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وظن بعضهم أنها من ألفاظ التوثيق فلم يصب"[2]

”بعض نے اسے الفاظ توثیق میں سے سمجھا پس اس نے خطا کی۔“

---

1 ابن حجر العسقلاني، أبو الفضل أحمد بن علي، فتح الباري شرح صحيح البخاري (بيروت : دار المعرفة)، 1: 421

Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Abū al-Faḍl Aḥmad ibn ʿAlī, Fatḥ al-Bārī sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār al-Maʿrifah, Bayrūt : Vol 1, P 421

2 العسقلاني، أحمد بن علي بن حجر، تهذيب التهذيب (الهند: مطبعة دائرة المعارف النظامية، 1326هـ)، 3: 75

al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī ibn Ḥajar, Tahdhīb al-Tahdhīb, Maṭbaʿat Dāʾirat al-Maʿārif al-niẓāmīyah, al-Hind, 1326h : Vol 3, P 75

بلکہ اکثر علماء نے یہی سمجھا کہ یہ الفاظ توثیق میں سے ہے، بعد ازاں ظاہر ہوا کہ یہ ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں الفاظِ جرح میں سے ہے۔ چنانچہ ضروری تھا کہ ان الفاظ کے اطلاقات ذکر کیے جائیں کیونکہ جو شخص کسی گروہ کی عبارات اور ان کے رائج مصطلحات کو جان گیا اور ان کا واقف ہو گیا تو وہ ان کے مقاصد اور ان کے استعمالات و اطلاقات کو جان گیا۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ:

اردو میں اس موضوع پر اس سے پہلے کبھی کام نہیں ہوا۔ البتہ غریب الحدیث کے حوالے سے درج ذیل تین مضامین لکھے گئے:

1. محمد اعجاز، شہزادہ عمران ایوب، امام خطابی کی غریب الحدیث تعارف، منہج واسلوب اور امتیازی خصوصیات، الایضاح 37، شمارہ۔2 (2019)
2. شاہ، نور ولی، غریب الحدیث پر موجود کتابوں کے اسالیب کا مطالعہ اور ان کے مناہج کا تقابلی جائزہ، راحت القلوب 2، شمارہ:2 (2018)
3. محمد نعیم جان، شاہ محمد، غریب الحدیث کی مشہور کتابوں کے مناہج تالیف کا تحقیقی جائزہ، مجلہ علوم اسلامیہ ودینیہ 2، شمارہ:1 (2017)

بنیادی سوال

اس تحقیقی مقالہ کے بنیادی سوالات درج ذیل نکات پر مشتمل ہیں:

1. کیا آئمہ کی توثیق وتعدیل میں مستعمل الفاظ کے معنٰی و تعبیرات میں اختلاف پایا جاتا ہے؟
2. کیا آئمہ محدثین کی توثیق وتعدیل میں مستعمل غریب ونادر الفاظ پر تحقیق کے بغیر ان کی تطبیق ممکن ہے؟

آئمہ محدثین کی توثیق وتعدیل میں مستعمل نادر وغریب الفاظ کا استعمال اور ان کے اطلاقات سمجھنا لازم ہے تاکہ رواۃ پر حکم لگانے میں غلطی کا احتمال نہ رہے۔ تاہم رجال کی توثیق اور تعدیل میں اکثر کے معانی ومطالب کے بارے میں وضاحت مفقود ہے۔ جنہیں اس تحقیقی مقالہ میں عربیت کے اصولوں اور اطلاقات سے واضح کیا گیا ہے۔ مقالہ کو دو مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

1. وہ آئمہ جن کی توثیق وتعدیل میں ایک سے زائد الفاظ وتعبیرات استعمال کی گئیں۔
2. وہ تعبیر یا لفظ جو کسی ایک امام کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

پہلی قسم کی تعبیرات:

یہ نوع ان الفاظ و تعبیرات پر مشتمل ہے جن کو مختلف آئمہ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ گویا کہ ایک امام کے لیے استعمال کی جانے والی نادر اور غریب تعبیرات کا اس میں ذکر کیا گیا ہے۔

ا۔امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے استعمال کیے جانے والے الفاظ:

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حدیث وعلوم حدیث میں آئمہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی تعدیل یا توثیق کی چنداں ضرورت نہیں اس لیے کہ وہ اپنے علم و فضل میں یکتا ہیں۔ تاہم محدثین نے ان کی توثیق و تعدیل کی اور مدح وثنا میں نادر تعبیرات استعمال کی ہیں۔ وہ عبارات اور غریب الفاظ درج ذیل ہیں:

ا-كَانَ أُمَّةً وَاحِداً:

وہ اکیلا ہی ایک پوری امت ہے۔ یہ تعبیر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے:

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً﴾[1]

"ابراہیم اپنی ذات میں ایک اُمّت تھا۔"

امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اس کا استعمال امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے اپنے والدِ گرامی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ رجال میں ایک امت کی مانند ہے۔ نیز اس کی بیان کردہ احادیث میں بصیرت، تثبت اور رجال پر تنقید و تنقیح اس کے کمال کی علامت ہے۔"[2]

---

1 النحل: 120

2 الدارقطني، علي بن عمر، العلل الواردة في الأحاديث النبوية (الرياض: دار طيبة , 1985 م)، 2: 64

al-Dāraquṭnī, ʿAlī ibn ʿUmar, al-ʿilal al-wāridah fī al-aḥādīth al-Nabawīyah, Dār Ṭaybah, al-Riyāḍ, 1985 M : Vol 2, P 64

ب-هَلِ العُلَمَاءُ اِلَّا شُعبَةٌ مِن شُعبَةُ:

"تمام علماء شعبہ کے مقابلے میں محض ایک جزو کی مانند ہیں۔"

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کا ابو زید سعید بن اوس انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ذکر ہوا تو اس نے کہا:

"شعبہ کے علم کے سامنے تمام علماء اس کا ایک قطعہ لگتے ہیں۔ گویا کہ جس قدر علم شعبہ کے پاس ہے باقیوں کے پاس اس کا صرف ایک حصہ ہے۔"[1]

ج- قُبَّانُ المُحَدِّثِينَ:

"محدثین کا سردار اور ان کا پیشرو۔"

مذکورہ بالا معنیٰ کو بیان کرنے والے امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جنھوں نے عربیت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ معنیٰ متعین کیا ہے۔ اس تعدیل وتوثیق اور مدح پر مشتمل عبارت کو عبد اللہ بن ادریس الاودی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے استعمال کیا۔ ان کا امام شعبہؒ سے سماع نہیں ہے لیکن جب ان کی بابت دریافت کیا گیا تو انھوں نے ان الفاظ میں ان کی مدح کی۔ اور کہا کہ کاش میں وہ کام نہ کرتا جو میں کر چکا ہوں اور ان کے علاوہ کسی سے سماع نہ کرتا۔[2]

د-حَدَّثَنا الضَّخمُ عَنِ الضِخَامِ:

"ہمیں ایک عظیم شخصیت نے کبار علماء سے بیان کیا ہے۔"

حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ:

"وہ جب بھی شعبہ سے بیان کرتے تو اس کا نام لینے کی بجائے "حدثنا الضخم" کہا کرتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے

---

1 الذهبي، أبو عبد الله شمس الدين، تذكرة الحفاظ (الكويت: دار احياء التراث العربي)، 1: 197

al-Dhahabī, Abū ʿAbd Allāh Shams al-Dīn, Tadhkirat al-ḥuffāẓ, Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʿArabī, alکwیt : Vol 1, P 197

2 الجرجاني، الإمام عبد الله بن علي المعروف بابن عدي الكامل في ضعفاء الرجال (بيروت: دار الفكر، 1404 ھ)، 1: 84

al-Jurjānī, al-Imām ʿAbd Allāh ibn ʿAlī al-maʿrūf bi-Ibn ʿAdī al-kāmil fī ḍuʿafā' al-rijāl, Dār al-Fikr, 1404 H : Vol 1, P 84

تھے کہ شعبہ سراپا خیر ہے۔"[1]

۲۔ مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ کے لیے استعمال کیے جانے والے الفاظ:

رواتِ حدیث میں سے جن کو احادیث کے حافظ ہونے کا شرف حاصل ہے ان میں امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی شامل ہے۔ امام موصوف کے تبحر علمی اور حفظِ حدیث اور کمال ضبط کا اندازہ ذیل میں استعمال کی گئی ان تعبیرات اور الفاظ سے ہوتا ہے جو دیگر محدثین نے ان کی مدح وثنا اور توثیق میں ذکر کی ہیں؛

ا- شَكُّ مِسعَرٍ كَيَقِينِ غَيرِهِ:

"مسعر کا شک کرنا بھی اس کے غیر کے یقین کی مانند ہے۔"

امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ روایت کے بیان میں حد درجہ احتیاط کیا کرتے تھے اور بار بار اس کی تسلی کر لینے کے بعد اسے آگے بیان کرتے تھے۔ اس لیے ان کے اس تردد کو محدثین نے ان کی جلالتِ علمی اور حدیث سے شغف کا نتیجہ شمار کیا اور اس کی تحسین فرمائی۔ تعبیر کی یہ نوع آئمہ جرح وتعدیل میں سے تین کبار آئمہ نے استعمال کی ہے۔ جن میں امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ، امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ جب لوگوں نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو تینوں نے مختلف اوقات میں یکساں جواب دیا۔[2] جبکہ ایک طریق سے یہ بھی مروی ہے کہ:

"شعبہ نے کہا مجھے مسعر کا شک کرنا دورانِ روایت کسی اور کے بالجزم بیان کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔"[3]

ب-اَلمِیزَانُ :

"وہ ترازو یا معیار ہے۔"

یہ لفظِ تعدیل اس بات میں واضح ہے کہ جس شخص پر اس کا اطلاق کیا گیا ہے وہ حق وصدق کی پہچان کا معیار

---

1 تذكرة الحفاظ، 1: 194

Tdhkrat al-ḥuffāẓ : Vol 1, P 194

2 تذكرة الحفاظ: 1: 188

Tdhkrat al-ḥuffāẓ : Vol 1, P 188

3 الحنبلي، عبد الرحمن بن أحمد بن رجب البغدادي شرح علل الترمذي (الأردن، 1407 ه)، 1: 171

al-Ḥanbalī, ʿAbd al-Raḥmān ibn Aḥmad ibn Rajab al-Baghdādī sharḥ ʿIlal al-Tirmidhī,, al-Urdun, 1407 H : Vol 1, P 171

ہے۔ تعبیر کی یہ نوع امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے مابین مسعر بن کدام کے بارے میں معروف تھی۔ وہ جب کسی امر پر اختلاف کرتے تو مسعر کو میزان کا نام دیتے اور اس سے فیصلہ کراتے تھے۔[1]

ج-اَلْمُصحَفُ:

"وہ گویا کہ صحیفہ ہے۔"

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق، تعدیل اور اس کے شدتِ حفظ و اتقان کی وجہ سے اسے مصحف سے بھی تعبیر کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ کہ امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

"ہم مسعر کو چلتا پھرتا صحیفہ شمار کیا کرتے تھے۔ اس لیے کہ اس کا حافظہ اور ضبط اپنی مثال آپ تھا۔"[2]

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سے اتقان مراد لیا ہے۔ ابن ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارے میں قول ہے:

"يسمى المصحف من اتقانه ويدعى الميزان لنقده وتحرير لسانه"[3]

"وہ حفظ وضبط کی وجہ سے صحیفہ اور تنقید وزبان کے (حق کی راہ میں) آزادانہ استعمال کی بنا پر میزان کے نام سے پکارا جاتا تھا۔"

دوسری قسم کی تعبیرات:

اس میں ان الفاظ یا تعبیرات کو جمع کیا گیا ہے جو کسی ایک امام کے لیے استعمال کی گئی ہیں۔

---

1 المزي، الحافظ جمال الدين يوسف، تهذيب الكمال في أسماء الرجال (بيروت: مؤسسة الرسالة، 1980)، 3: 1322

al-Mizzī, al-Ḥāfiẓ Jamāl al-Dīn Yūsuf, Tahdhīb al-kamāl fī asmā' al-rijāl, Mu'assasat al-Risālah, 1980 : Vol 3, P 1322

2 الذهبي، سير أعلام النبلاء، تحقيق الشيخ شعيب الارناؤوط وزملائه (بيروت: مؤسسة الرسالة، 1406 ھ)، 7: 160

al-Dhahabī, Siyar Aʿlām al-nubalā', taḥqīq al-Shaykh Shuʿayb al-Arnā'ūṭ wzmlā'h, Mu'assasat al-Risālah, 1406 H : Vol 7, P 160

3 العَكري، عبد الحي بن أحمد المعروف بابن العماد، شذرات الذهب (دمشق: دار ابن كثير، س-ن)، 1: 239

Alʿakry, ʿAbd al-Ḥayy ibn Aḥmad al-maʿrūf bi-Ibn al-ʿImād, Shadharāt aldhھb, Dār Ibn Kathīr, Dimashq, Vol 1, P 239

1-شَيطَانٌ:

لفظِ شیطان کا لغوی معنی دور ہونے یا کسی کام میں حد کو پہنچا ہونے کے ہیں۔ گویا حد درجہ تمرد، مخالفت اور شر کے پھیلنے یا پھیلانے میں اس کا استعمال خواہ انسان پر بولا جائے یا پھر جن پر۔[1] لیکن جب اس کو ایک خاص دائرہ کار یعنی تعدیل و توثیق میں استعمال کیا جائے تو پھر معنی صفت میں زیادتی کا ہو گا۔ گویا کہ موصوف میں جس صفت کا ادراک ہوا اس میں مبالغہ اس سے ادا کیا جاتا ہے۔ تعدیل و توثیق عالی بلکہ راوی کے حفظ و ضبط کے کمال کو ظاہر کرتے ہوئے بعض محدثین نے اس کا استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب ان کے پاس بصرہ آئے تو انہوں نے ان سے مطالبہ کیا کہ کسی شخص کو لایا جائے جس سے وہ مذاکرہ کر سکیں۔

ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں گیا اور یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ کو لے آیا۔ جب یہ دونوں حضرات مذاکرہ کر چکے تو میں ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور ان سے صورتِ حال دریافت کی تو وہ کہنے لگے:

"ياعبدالرحمٰن قلت لك جئني بإنسان فجئتني بشيطان"[2]

"اے عبد الرحمٰن میں نے تجھے کہا تھا کہ انسان کو لے آ، اور تم میرے پاس شیطان لے کر آ گئے۔"

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس پر تعلیق لکھتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کے حفظ و ضبط نے از حد متاثر کیا[3] جبکہ تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ وہ امام القطانؒ کے حفظ سے مرعوب ہو کر رہ گئے۔[1]

---

1 المناوي، عبدالرؤف بن تاج العارفين، التوقيف على مهمات التعريف (القاهرة: عالم الكتب، 1410ھ)، ص: 443

al-Munāwī, ʿbdālrwf ibn Tāj alʿārfیn, altwqیf ʿl یmھmāt altʿrیf, ʿĀlam al-Kutub, al-Qāhirah, 1410h : P 443

2 البستي، محمد بن حبان بن أحمد أبي حاتم، المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين (حلب: دار الوعي، 1396 ھ)، 1: 53

al-Bustī, Muḥammad ibn Ḥibbān ibn Aḥmad Abī Ḥātim, al-majrūḥīn min al-muḥaddithīn wa-al-ḍuʿafāʼ wa-al-matrūkīn, Dār al-Waʿy, Ḥalab. 1396 H : Vol 1, P 53

3 سير أعلام النبلاء : 9: 177

Seer Aʿlām al-nubalāʼ : Vol 9, P 177

2-حَيَّةُ الوَادِی:

"وادی کا سانپ۔"

عرب اس کلمہ کا اطلاق اس شخص پر کرتے ہیں جو اپنی مثال آپ ہو، گویا کہ جس طرح کسی وادی کا سانپ اکیلا ہی بے نظیر ہوتا ہے اسی طرح اس شخص کو بے مثال شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا:

"إذا وجدت بواد حية ذكراً فاذهب ودعني أمارس حية الوادي"[2]

"جب تو کسی وادی میں کوئی نر سانپ پائے تو مجھے چھوڑ کر چلا جا، میں وادی کے سانپ کو تلاش کروں گا۔"

گویا کہ شاعر اس کے مقابل ہونے اور اپنے بہادر ہونے کو باور کرا رہا ہے۔ الغرض یہ تعبیر سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن المدین رحمۃ اللہ علیہ کے لیے استعمال کی ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ:

"سفیان رحمۃ اللہ علیہ انہیں حیۃ الوادی کہتے، اور جب بھی کسی قسم کا سوال ہوتا تو کہتے کہ کاش میں "حیۃ الوادی" ہوتا یعنی علی بن مدینی کی مانند ہوتا۔"[3]

یہ بات بالکل درست ہے اس لیے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کا اقرار کرتے ہیں کہ:

"میں نے خود کو صرف علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہی چھوٹا پایا۔"[4]

---

1 تذكرة الحفاظ: 2: 300

Tdhkrh al-ḥuffāẓ : Vol 2, P 300

2 الجاحظ، عمرو بن بحر بن محبوب الكناني، الحيوان (بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الثانية، 1424 ھ)، 4: 235

al-Jāḥiẓ, ʿAmr ibn Baḥr ibn Maḥbūb al-Kinānī, alḥیwān, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, Bayrūt, al-Ṭabʿah al-thāniyah, 1424 H : Vol 4, P 235

3 الخطيب، البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي الخطيب، تاريخ بغداد (بيروت: دار الكتاب العربي، س-ن)، 11: 459

al-Khaṭīb, al-Baghdādī, Abū Bakr Aḥmad ibn ʿAlī al-Khaṭīb, Tārīkh Baghdād, Dār al-Kitāb al-ʿArabī, Bayrūt :Vol 11, P 459

4 سير أعلام النبلاء: 11: 46

Seerāʿlām al-nubalā' : Vol 11, P 46

3-اِذَا قَامَت الخَیلُ لَم یَجلِس الرِجَالَۃُ:

"جب گھڑ سوار کھڑے ہو جاتے ہیں تو پیادے نہیں بیٹھتے۔"

یہ تعبیر بھی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح اور اس کی توثیق بیان کرتے ہوئے استعمال کی۔ امام حفص بن محبوب خزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ وہ، ابن الشاذ کونی رحمۃ اللہ علیہ اور علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے۔ اختتامِ مجلس پر جب علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو سفیان نے یہ جملہ کہا۔ جو ان کے علم وفضل اور تعدیل و توثیق کے اعتراف کے ساتھ ادباً بولا گیا۔[1]

4-یُستَسقَی بِحَدِیثِہ وَیَنزِلُ القَطرُ مِنَ السَمَاءِ بِذِکرِہ:

"اس کی حدیث سے بارش طلب کی جائے تو اس کے ذکر سے ہی آسمان سے قطرے گرنے لگتے ہیں۔"

انتہائی وقیع قسم کی یہ تعبیر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے صفوان بن سلیم مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کرتے ہوئے استعمال کی ہے۔ حافظ ابو بکر بن ابو الخطیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

"امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے صفوان بن سلیم مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے ان کی تعدیل کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال کیے۔"[2]

5-نَسِیجُ وَحدِہِ:

"اپنی مثال آپ۔"

یہ ایک قدیم عربی تمثیل ہے جو نایاب اور نادر الاستعمال ہے۔ امام ثعلب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"یہ تب بولا جاتا ہے جب کسی کی مدح میں مبالغہ مقصود ہو اور اس کی ہم عصروں پر تفوق حاصل ہو۔ سب سے پہلے یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے استعمال کیا اور ان کو اسلام کے لیے ایک بے مثال خادم کے طور پر شمار کیا۔"[3]

---

1 العسقلاني، ابن حجر، تهذيب التهذيب (الهند: مجلس دائرة المعارف النظامية، 1325 ھ)، 7: 351
al-ʿAsqalānī, Ibn Ḥajar, Tahdhīb al-Tahdhīb, Majlis Dā'irat al-Maʿārif al-niẓāmīyah, al-Hind 1325 ھ: Vol 7, P 351

2 تهذيب الكمال، 2: 608
Tazheeb al kmāl : Vol2, P 608

3 الهروي، القاسم بن سلاّم بن عبد الله، غريب الحديث (حيدر آباد : مطبعة دائرة المعارف

بعد ازاں اس تعبیر کو خلیف بن عقبہ السعدی نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بولا اور ان کی توثیق کرتے ہوئے یکتا و بے نظیر عالم قرار دیا۔[1]

6-دَقَّکَ بِالمِنحَازِ حَبَّ القَلقَلِ:

"قلقل کی مانند اس نے تجھے اوکھلی میں کوٹا۔"

یہ بھی ایک قدیم عربی ضرب المثل ہے جس کو کسی شخص کا شدتِ حفظ اور ضبط بیان کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ دورانِ روایت یا تحدیث جب کوئی بیان میں کسی کو ہرا دے تو اس نے گویا ہارنے والے کو شکستِ فاش دی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس تعبیر کو سعید بن ابو عروبہ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق اور اس کے حفظ واتقان کو بیان کرتے ہوئے استعمال کیا جب وہ بھری محفل میں حدیث بیان کر رہا تھا۔[2]

7-لَو ارتَدَّ عَبدُالرَّزَّاقِ مَاتَرَکنَا حَدِیثَه:

اس قول کے قائل امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جنھوں نے یہ امام عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب "المصنف" سے اخذِ روایت پر ہونے والے اختلاف کے بعد ان کی تعدیل اور ثقاہت کا دفاع کرتے ہوئے بولا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ:

"اگر عبدالرزاق اسلام سے بھی پھر جائے تو ہم اس کی حدیث لینا ترک نہیں کریں گے۔"[3]

واقعہ یہ ہے کہ امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن اسماعیل الضراری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے صنعاء میں امام موصوف کے پاس احادیث کے سماع کے لیے حاضری دی۔ اسی اثناء میں ہمیں خبر ملی کہ امام احمد بن حنبل اور

العثمانية)، 3: 223

Alھrw ,ىal-Qāsim ibn Sallām ibn ʿAbd Allāh, ghrىb alḥdىth, Maṭbaʿat Dā'irat al-Maʿārif al-ʿUthmānīyah, Ḥaydar Ābād,: Vol 3, P 201

1 ابن سعد، محمد، الطبقات الكبرى (القاهرة: دار التحرير، 1388 ھ)، 7: 199

Ibn Saʿd, Muḥammad al-Ṭabaqāt al-Kubrá, Dār al-Taḥrīr, al-Qāhirah 1388 H : Vol 7, P 199

2 العلل ومعرفة الرجال، 7: 199

al-ʿIlal wmʿrf ةal-rijāl : Vol 7, P 199

3 العلل ومعرفة الرجال، 7: 199

al-ʿIlal wmʿrf ةal-rijāl : Vol 7, P 199

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے امام موصوف سے روایت لینا ترک کر دی ہے۔ یہ سن کر ہم بہت زیادہ غمگین ہوئے۔ ہم پہلے سے ہی کافی اخراجات کے بعد یہاں پہنچے تھے۔ چنانچہ طے یہ کیا کہ مکہ مکرمہ جا کر ایام حج میں مذکورہ امامین سے ترک روایت کی وجہ دریافت کرتے ہیں۔ حج کے بعد ہماری ملاقات جب امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو ہم نے ساری بات اور اپنے تحفظات ان کے سامنے ذکر کیے اور ان سے مذکورہ مسئلہ کی بابت استفسار کیا۔ نیز اس بات کی تصدیق بھی طلب کی کہ کیا واقعی انھوں نے امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث لینا ترک کر دیا ہے۔ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے جب صورت حال کو بھانپ لیا تو فرمایا:

"اگر عبد الرزاق اسلام سے بھی پھر جائے تو تب بھی ہم اس سے احادیث کو لینا ترک نہیں کریں گے۔"[1]

یہ بات صحیح ہے کہ امام موصوف کو آخرِ عمر میں اختلاط لاحق ہو گیا تھا تاہم ان کی مرویات کی تصحیح پر کبار آئمہ اور محدثین کا اتفاق ہے۔

8-شَكُّكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِن يَقِينِ غَيرِكَ :

"تیرا شک مجھے کسی اور کے یقین سے زیادہ بہتر ہے۔"

یہ تعبیر امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب بن ابو تمیمہ سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق اور اس کے شدتِ حفظ وضبط کے ضمن میں استعمال کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کسی حدیث کی بابت دریافت کیا تو اس نے کہا کہ مجھے اس میں کچھ شک سا ہے۔ تو اس پر شعبہ نے کہا کہ:

"آپ کا شک کرنا بھی میرے لیے کسی اور کے یقین سے زیادہ محبوب ہے۔"[2]

9-كَتَبتُ عن كَبشٍ نطَّاحٍ:

"میں نے سینگ مارنے والے طاقتور مینڈھے سے کتابت کی ہے۔"

اس سے مراد یہ ہے کہ راوی حدیث بیان کرنے میں ثقہ اور متقن ہے اور اگر اس سے سوال کیا جائے یا اس پر اعتراض کیا جائے تو اس کے جواب میں پاس بھی نہیں پھٹکنے دیتا بلکہ سختی سے اس کا ازالہ کرتا ہے۔ نیز اس کی

1 سير اعلام النبلاء، 9: 573

Seer Aʿlām al-nubalā' : Vol 9, P 573

2 تهذيب التهذيب، 1: 398

Tehzeeb altehzeeb : Vol 1, P 398

حدیث بھی صحیح و سالم ہے۔ امام زہیر بن حرب النسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو منصور بن سلمہ الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے استعمال کیا۔ امام احمد بن خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

"میرے والد نے ایک مرتبہ مجھے بتلایا کہ آج انھوں نے (علمی طور پر) طاقتور مینڈھے سے حدیث سنی ہے۔"[1]

10- نِعمَ حَشوُ المِصرِ هُوَ:

"وہ مصر کا اوڑھنا و بچھونا ہیں۔"

یعنی فنِ حدیث میں وہاں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انھوں نے اس تعبیر کو امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں اور ان کے علمِ حدیث کے ساتھ پیدا ہو جانے والے شغف کو بیان کرتے ہوئے استعمال کیا۔ ابو قطن عمرو بن ہیثم بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ایک مرتبہ کسی حدیث کے لیے مجھے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے خط لکھ کر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔ جب میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا کہ ابو بسطام کیسے ہیں؟ میں نے ان کی خیریت کی اطلاع دی اور آمد کی وجہ بیان کی۔ جب انھوں نے مکمل بات سن لو تو کہنے لگے: شعبہ رحمۃ اللہ علیہ تو مصر کا سب کچھ ہے (گویا تعجب سے کہا جس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اس کے پاس سارا علم ہے اور وہ مرجع خلائق ہے تو میرے پاس تمھیں کیونکر بھیجا ہے؟"[2]

اس کی امکانی وجہ یہی ہے کہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ و بصرہ کے اکثر رواۃ کی مرویات کا اکیلے ہی استقصاء کیا ہوا تھا اور انہی سے اخذ و روایت میں معروف تھے۔ بلکہ واسط شہر کے معروف رواۃ سے ان کا سماع بھی اس کی دلیل ہے۔

11- جَبَلٌ نُفِخَ فِيهِ عِلم:

"وہ ایسا پہاڑ ہے جس میں علم بھر دیا گیا ہے۔"

گویا کہ کثرتِ روایات اور علوم و فنون میں مہارت کی وجہ سے کسی کو ثقہ قرار دینا۔ تعبیر کی یہ نوع امام ابو عبید قاسم بن سلام بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں استعمال کی گئی ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم الحربی رحمۃ اللہ علیہ

---

1 تاريخ بغداد، 13: 70

Tāreekh Baghdād : Vol 13, P 70

2 تهذيب الكمال، 2: 583

Tehzeeb al kamāl : Vol 2, P 583

کے بارے میں باسند لکھا ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے دنیا میں بے شمار رجالِ کار دیکھے (جن سے دنیا عاجز آگئی ہے) لیکن ان میں سے تین جیسا کسی کو نہیں پایا۔ ایک امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، دوسرا البشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرا قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ۔

اس کے ساتھ ہی وہ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اول جیسا اب مائیں بھی پیدا کرنے سے عاجز آگئی ہیں۔ دوم ایسی عبقری شخصیت ہے کہ جو سر تاپا علم و عقل سے معمور ہے جبکہ تیسرا تو پہاڑ ہے جس میں علم بھر دیا گیا ہے۔[1]

12-مِمَّن يَزَادُ كُلَّ يومٍ عِندَنَا خَيراً:

"یہ ان اشخاص میں سے ہے جو ہر روز ہمیں خیر سے نوازتے ہیں۔"

تعریف و توصیف پر مشتمل یہ جملہ دراصل تعدیل کو متضمن ہے جس کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم بن سلام بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں استعمال کیا۔[2] قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم محدث ہیں جن کے علم و فضل کے امام اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ بھی معترف تھے اور ان کو خود سے برتر عالم اور فقیہ شمار کرتے تھے۔[3]

13-قَد جَاءتِ المَدِينَةُ:

تعدیل و توثیق کے نادر الاستعمال اقوال میں ایک یہ بھی ہے کہ کسی کو حقیقت سے قریب تر تشبیہ دی جائے۔ یہ ایک ایسی ہی نوع ہے جو اسماعیل القاضی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں استعمال کی گئی ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے متصل سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اسماعیل القاضی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں گیا جہاں پر کچھ لوگ بیٹھے علم و فقہ کی ابحاث پر مذاکرہ کر رہے تھے۔ چنانچہ جب انھوں نے مجھے دیکھا تو بول اٹھے: مدینہ (علم نبی کا ماخذ) ہمارے پاس آگیا۔[4]

---

1 تاريخ بغداد، 7: 37 و تهذيب الكمال، 4: 106

Tāreekh Baghdād : Vol 7, P 37 wa tehzeeb al kamāl : Vol 4, P 106

2 طبقات الشافعية، 2: 154 و تذكرة الحفاظ، 1: 417

Ṭabaqāt alshāfiaʿ : Vol 2, P 154 wa tazkirat al-ḥuffāẓ : Vol 1, P 417

3 تاريخ بغداد، 12: 411

Tāreekh Baghdād : Vol 12, P 411

4 سير أعلام النبلاء، 13: 340

اسماعیل القاضی رحمۃ اللہ علیہ مالکی مسلک سے تھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذاہب کے علاوہ ان کی فقہ وفتاوی نیز اصول وفروع پر بہت گہری نظر رکھتے تھے۔ بلکہ ابو محمد بن ابو زید رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنے وقت کا امام شمار کرتے تھے اور ان سے اخذ واستفادہ کی تلقین کرتے تھے۔[1]

14-حَدَّثَنا الأَسَدُ:

ہمیں شیر نے بیان کیا۔ تعدیل وتوثیق کا یہ صیغہ امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے حسن بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ عثمان بن ابو شیبہ رحمۃ اللہ علیہ آئے اور حدیث بیان کرنے لگے: اسی دوران انھوں نے کہا: ”حدثنا الاسد“ ہمیں شیر نے بیان کیا۔ تو ہم نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ وہ فرمانے لگے فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ۔[2]

امام موصوف کے لیے ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ ان کے افتخار ومباہاۃ کی بنا پر استعمال کیے۔ اسی سے ملتا جلتا کلام امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ نے دو ثقات اور متقنین کے لیے استعمال کیا ہے۔ ایک سند پر بحث کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ فلاں راوی دو شیروں (عبد الرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن القطان رحمۃ اللہ علیہ) کے مابین آگیا ہے۔[3]

15-بُنْدَارُ الحَدِيثِ:

عربی زبان میں بندار کے دو مطالب ہیں، اول؛ کثیر مال والا تاجر اور دوم؛ وہ تاجر جو مرکزِ تجارت سے مال خریدے اور آگے فروخت کرے۔ جبکہ اس کو استعارے کے طور پر حدیث واصول، حدیث میں استعمال کیا جاتا

Seer Aʿlām al-nubalāʾ : Vol 13, P 340

1 الجرجاني، علي بن محمد، الديباج المذهب (مصر: دار الحديث، خلف الجامع الأزهر) 1: 285

al-Jurjānī, ʿAlī ibn Muḥammad, al-Dībāj al-madhhab, Dār al-ḥadīth, Khalaf al-Jāmiʿ al-Azhar : Vol 1, P 285

2 تهذيب التهذيب، 8: 273

Tehzeeb al tehzeeb : Vol 8, P 273

3 المجروحين، 1: 54

Almjrwḥeen : Vol 1, P 54

ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ لفظ عجمی ہے جس کا مطلب کسی بھی وصف میں معروف ہوتا ہے۔[1]

یہ الفاظ سب سے پہلے امام حافظ ابو حامد احمد بن محمد بن حسن نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ نے تین آئمہ کی توثیق کے لیے استعمال کیا۔ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام موصوف خود فرماتے ہیں کہ مجھے کہا گیا کہ آپ اپنے شہر میں کیوں حدیث بیان کرتے ہیں عراق کی طرف کوچ کیوں نہیں کر جاتے؟ تو انھوں نے کہا: میں عراق جا کر کیا کروں گا جبکہ وہاں تو (بنادرِ ثلاثہ یعنی) حدیث کے حفاظ موجود ہیں! جن میں امام محمد بن یحیی الذھلی رحمۃ اللہ علیہ، ابو ازھر احمد بن ازھر رحمۃ اللہ علیہ، اور امام احمد بن یوسف السلمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنھوں نے اہلِ عراق کو ہم سے بے پرواہ کر دیا ہے۔[2]

16-ما في الدنيا أَحمقُ ممَّن يَسأَلُ عن محمد بن يحيى:

"دنیا میں اس شخص سے بڑھ کر کون احمق ہو سکتا جو محمد بن یحیی کے بارے میں سوال کرتا ہے۔"

یہ دراصل علوِ منزلت اور عظمتِ قدر کی وجہ سے کسی کے علم و فضل کا اعتراف ہے۔ امام صالح جزرہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کلام اس وقت استعمال کی جب کسی نے ان سے محمد بن یحی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے سوال کیا۔[3]

17-كان بَحراً لَاتُكَدِّرُهُ الدِلَآءُ:

"وہ تو سمندر ہے جسے چھوٹے موٹے ڈول گدلا نہیں کر سکتے۔"

یہ کلام جو توثیق پر مبنی ہے اور امام محمد بن یحی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بولی گئی ہے اس میں موصوف کے علم و فضل اور عالی مرتبت ہونے کا ذکر ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ صیغہ استعمال کیا اور ان کو حافظ، حجتِ حدیث

---

1 الدكتور ابراهيم أنيس وجماعة، المعجم الوسيط (بيروت: الأمواج للطباعة والنشر والتوزيع، 1987 م)، ص: 70 ؛ الزبيدي، محمد بن محمد الحسيني مرتضى، تاج العروس بشرح القاموس، تحقيق علي الهلالي، 3: 60

al-Duktūr Ibrāhīm Anīs wa-Jamāʿat, al-Muʿjam al-Wasīṭ, al-amwāj lil-Ṭibāʿah wa-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, Bayrūt, 1987 M : P 70 w al-Zubaydī, Muḥammad ibn Muḥammad al-Ḥusaynī Murtaḍá, Tāj al-ʿarūs bi-sharḥ al-Qāmūs, taḥqīq ʿAlī al-Hilālī, al-Kuwayt : Vol 3, P 60

2 الكامل لابن عدي: 1: 196

Al Kāml li-Ibn ʿadi : Vol 1, P 196

3 سير إعلام النبلاء: 12: 284

Seer Aʿlām al-nubalā' : Vol 12, P 284

اور بہت بڑا عالم شمار کیا۔[1] اصلاً اس کو امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پھوپھی زاد عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں استعمال کیا[2] نیز اس کو یحیٰی بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الملک بن عبد العزیز بن ماجشون رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بھی استعمال کیا ہے۔[3]

18-فَحلُ الحَدِيثِ:

"وہ حدیث کا مرکز اور منبع ہے۔"

فحل جیسا کہ معروف ہے کہ مذکر جانور کے لیے بولا جاتا ہے۔ یہاں بطورِ استعارہ اس کا استعمال قوتِ حفظ اور کثرتِ روایات کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ امام یعقوب الفسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نوع کا استعمال اسحاق بن عبد اللہ بن ابو طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کیا ہے۔[4] ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وجہ مذکورہ بالا ذکر کی ہے اور اس کی توثیق بھی کی ہے۔[5]

خلاصہ بحث:

علمِ جرح وتعدیل میں محض اقوال کی درجہ بندی یا ان کے ظاہری مدلولات کو سامنے رکھ کر رواۃ کی ہرگز

---

1 سير إعلام النبلاء، 12: 274

Seer Aʿlām al-nubalāʾ : Vol 12, P 274

2 سير إعلام النبلاء، 4: 425

Seer Aʿlām al-nubalāʾ : Vol 4, P 425

3 الذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان، ميزان الإعتدال في نقد الرجال (بيروت: دار المعرفة، 1382 ھ) ، 2: 65

al-Dhahabī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn ʿUthmān, mīzān al-iʿtidāl fī Naqd al-rijāl, Dār al-Maʿrifah, 1382 H : Vol 2, P 65

4 الفسوي، أبو يوسف يعقوب بن سفيان، المعرفة والتاريخ، بتحقيق الدكتور اكرم ضياء العمري (بغداد، 1394ھ)، 1: 427

Alfswá, al-Maʿrifah wa-al-tārīkh, bi-taḥqīq al-Duktūr Akram Ḍiyāʾ al-ʿUmarī, Baghdād, 1394h: Vol 1, P 427

5 الطبقات الكبرى، 9: 206

al-Ṭabaqāt al-Kubrá : Vol 9, P 206

توثیق یا تعدیل نہ کی جائے بلکہ اس میں ضروری ہے کہ جن علماء و محدثین نے ان الفاظ و تعبیرات کو استعمال کیا ہے ان کی کلام کے سیاق وسباق کو دیکھا اور ان کے مقصود کو سمجھا جائے۔ اس ضمن میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ مختلف کبار آئمہ جرح وتعدیل کی ان تعبیرات کو یکجا کیا جائے جو ان کی کلام میں متنوع ہیں۔ مثال کے طور پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب رجال کی تعدیل و توثیق کرتے ہیں تو ایک ایک راوی کے بارے میں چار مختلف الفاظ سے اس کی جرح یا تعدیل کرتے ہیں۔ آئمہ جرح تعدیل میں جو اصطلاح یا تعبیر مشترک ہو، اس کی تحقیق کی جائے۔ مثال کے طور پر "لا بأس به" اس کا اطلاق واضح کیا جائے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے ہر ایک کے ہاں اس کا کیا مفہوم ہے اور کون سا راوی اس کا مصداق ہے تا کہ حکم لگاتے ہوئے کسی قسم کی خطا نہ ہو۔